رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

نمبر ۳۳ ٹیلیفون

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

خطبہ نمبر ۵

الفضل

قادیان

یوم سہ شنبہ

جلد ۳۵	۱۱ ماہ تبلیغ ۱۳۲۶ ہش	۱۸ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ	۱۱ فروری ۱۹۴۷ء	نمبر ۳۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ ماہ تبلیغ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۷ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو بخار کی شکایت ہو گئی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت تاحال کھانسی کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

کل سردار عبدالرحمن صاحب بی۔ اے کی صاحبزادی ڈاکٹر محمودہ اختر صاحبہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں بہت سے احباب اور بزرگان سلسلہ نے شرکت کی۔ اور دعا فرمائی۔

خطبہ جمعہ

تحریک جدید کے وعدوں اور قادیان کی زمینوں کی خرید و فروخت کے متعلق بعض ضروری امور

گزشتہ ۹ سال کے عرصہ میں قادیان میں جن لوگوں نے کوئی زمین فروخت کی ہے وہ فوراً امور عامہ کو اپنے ناموں اور فروخت کردہ زمین کی تفصیل سے اطلاع دیں

ہدایت کی خلاف ورزی کرنیوالا جماعتی تعزیر کا مستحق ہوگا

محلہ کی اندرونی گلیوں اور سڑکوں کی فراخی کے متعلق اعلان

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۷ فروری ۱۹۴۷ء

مرتبہ:۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج سات تاریخ ہے۔ اور

تحریک جدید کے وعدوں کی میعاد

تین دن تک ختم ہو رہی ہے۔ اس وقت تک اس سال کے وعدوں کی مقدار گزشتہ سال سے قریباً چالیس ہزار روپیہ کم ہے۔ (خطبہ کے بعد کوئی گیارہ ہزار کے وعدے اور آ چکے ہیں) حالانکہ اللہ تعالےٰ کی توفیق سے ہر سال جماعت کے وعدوں کی مقدار پچھلے سال سے بڑھتی چلی آ رہی ہے میعاد میں سے اب صرف تین دن باقی ہیں یا اگر آج کا دن بھی شامل کر لیا جائے تو چار دن باقی ہیں۔ اور جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔

دس تاریخ کے چلے ہوئے وعدے

بعد میں پانچ پانچ چھ چھ دن تک آتے رہتے ہیں۔ کیونکہ بعض جگہ ڈاک خانوں سے ہفتہ میں صرف ایک دفعہ اور بعض جگہ ہفتہ میں دو دفعہ ڈاک نکلتی ہے۔ اور بعض علاقے تو اتنی اتنی دور واقع ہیں کہ وہاں سے دس تاریخ کا لکھا ہوا خط چھ چھ سات سات بلکہ آٹھ آٹھ دن کے بعد یہاں پہنچتا ہے۔ بالخصوص آجکل تو ڈاک کا انتظام ایسا خراب ہے۔ کہ قریب کے علاقوں کے خطوط بھی بعض دفعہ بہت دیر کے بعد پہنچتے ہیں۔ اس لئے غالباً تحریک جدید کے وعدے ۱۸۔ ۲۰ فروری تک آتے رہیں گے۔ لیکن پھر بھی اس وقت تک جماعت کے گزشتہ ریکارڈ کی نسبت

کمی نظر آتی ہے

اللہ تعالےٰ خود ہی اپنے سلسلہ کے کام کرنیوالا ہے اور میں سمجھتا ہوں وہ جماعت کے مخلصین کو ضرور اس بات کی توفیق عطا فرمائے گا۔ کہ انکا قدم بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے ہی بڑھتا چلا جائے۔ ہمارے کام سب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ خود بعض دفعہ غیب سے ایسے سامان کر دیتا ہے۔ کہ ایک کمی جو نظر آ رہی ہوتی ہے۔ اس کو آناً فاناً

زیادتی اور کثرت

میں بدل دیتا ہے۔ اور دیکھنے والا یہ دیکھ کر حیران ہو جاتا ہے

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

کہ جہاں انسانی ذرائع ختم ہو گئے تھے۔ وہاں خدا نے اپنے پاس سے برکت دے دی۔ اور کمی پوری ہو گئی۔ مگر پھر بھی میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ

اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنا

کبھی بھی انسان کے لئے کمی کا موجب نہیں ہوتا۔ صرف ایمان چاہیئے۔ اور توکل چاہیئے۔ جب یہ دونوں چیزیں جمع ہو جائیں۔ تو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے والا کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ غرباء کے لئے اپنے اموال خرچ کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے کہ جو لوگ غرباء کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال کو بڑھاتا اور انہیں

سو سو گنا بدلہ

دیتا ہے۔ اگر عام انسانوں کی روٹی کے خرچ کے لئے۔ عام انسانوں کے کپڑے کے خرچ کے لئے۔ عام انسانوں کی بیماریوں کے علاج کے لئے۔ عام انسانوں کی رہائش کے انتظام کے لئے۔ عام انسانوں کی تعلیم کے انتظام کے لئے عام انسانوں کی تمدنی بہبودی کے لئے روپیہ خرچ کرنے والا خدا تعالیٰ سے سو گنا انعام پاتا ہے۔ تو ایک مومن کو سمجھنا چاہیئے۔ کہ جو شخص خدا کے لئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی اشاعت اور اسلام کی امداد کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرتا ہے۔ وہ یقیناً خدا تعالیٰ سے

سو گنے سے کہیں زیادہ بدلہ

پائے گا۔ جس طرح کسی کھیت میں ڈالا ہوا بیج ضائع نہیں جاتا۔ اور زمیندار اس پر کسی گھبراہٹ کا اظہار نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک مومن کو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر کے کسی گھبراہٹ کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے۔ جب مادی دنیا میں ایک زمیندار اپنے کھیت میں بیج ڈال کر گھبراتا نہیں۔ بلکہ خوش ہوتا ہے۔ تو

ایک مومن کا ایمان

تو بہر حال ایک عام زمیندار سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ کیا تم نے کبھی دیکھا کہ زمیندار کھیت میں بیج ڈال کر آئے۔ تو وہ رونے لگ جائے۔ کہ میرا بیج ضائع چلا گیا۔ زمیندار پر کھیتی کاٹنے کا زمانہ تو بعد میں آتا ہے۔ جس دن وہ اپنے کھیت میں بیج ڈال کر آتا ہے۔ اسی دن اس کا دل خوشی سے بھر جاتا اور اس کا قلب امیدوں سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اور وہ سمجھتا ہے کہ میں نے آج

ایک ایسی بنیاد

رکھ دی ہے۔ جس سے میرا اور میرے خاندان کا سال بھر کا خرچ چلتا چلا جائیگا۔ اگر ایک ایسا زمیندار جو بعض دفعہ خدا کو بھی نہیں جانتا۔ مذہب کو بھی نہیں جانتا۔ اخلاق کو بھی نہیں جانتا۔ دنیوی قانون پر ایسا یقین رکھتا ہے۔ کہ وہ سمجھتا ہے۔ میرا بیج ضائع نہیں جائیگا۔ تو

وہ مومن کیسا مومن ہے

جو خیال کرتا ہے کہ خدا کے حکم اور اس کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت جو بیج میں اپنی کھیتی میں ڈالوں گا۔ وہ ضائع چلا جائیگا۔ اور وہ در دنیا اور ستر در آخرت بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ چڑھ کر مجھے واپس نہیں ملے گا۔ پس میں اختصاراً آج پھر جماعت کو اس کے فرائض کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور

دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ وہ خدمت دین کے اس موقع کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ بلکہ جلد سے جلد اعلاء کلمۂ اسلام کے لئے اپنے وعدے پیش کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن جائیں۔ تا وہ اور ان کی اولادیں اس کھیت کو کاٹتی چلی جائیں۔ جو آج ان کے ہاتھوں سے بویا جائیگا۔ اس کے بعد میں

قادیان کی ایک مقامی ضرورت

کے متعلق کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ قادیان میں رہائش کی دقتیں لوگوں کے لئے بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔ کہ قادیان کی ترقی ہوگی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی ہے کہ قادیان بڑھتے بڑھتے دریائے بیاس تک پہنچ جائیگا۔ یہ نظارہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کی ترقی کے متعلق دیکھا۔ اس کے متعلق یہ ضروری نہیں۔ کہ قادیان کی ترقی کا سارا نظارہ آپ کو دکھا دیا گیا ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے۔ کہ اس سے کم قادیان کی ترقی نہ ہو۔ اگر زیادہ ہو جائے۔ تو وہ اس پیشگوئی میں کوئی حارج نہیں ہوگی۔ بلکہ اس کی شان اور عظمت کو بڑھانے والی ہوگی۔ پس یہ خواب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اس سے آگے قادیان نہیں بڑھے گا۔ ممکن ہے کسی وقت قادیان اتنا ترقی کر جائے کہ

دریائے بیاس قادیان کے اندر بہنے والا

ایک نالا بن جائے۔ اور قادیان کی آبادی دریائے بیاس سے آگے ہوشیارپور کے ضلع کی طرف نکل جائے۔ بہر حال اس

پیشگوئی کو پورا کرنے کے لئے

جماعت کے مخلصین اپنے وطنوں کو خیرباد کہہ کر اور اپنی جائیدادوں کو ترک کر کے قادیان میں بس رہے ہیں۔ اور بسنا چاہتے ہیں۔ دنیا میں امیر بھی ہوتے ہیں۔ اور غریب بھی ہوتے ہیں۔ وہ لوگ بھی ہوتے ہیں۔ جو ہزاروں روپیہ خرچ کر کے زمینیں خرید سکتے اور اپنی رہائش کے لئے مکانات بنا سکتے ہیں۔ اور

وہ لوگ بھی ہوتے ہیں

جو ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ سینکڑوں میں ہی وہ زمین بھی خرید لیں۔ اور مکان بھی بنا سکیں۔ اگر سینکڑوں تک وہ مکان وغیرہ بنا سکیں۔ تب تو وہ یہ کام کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ دنیا میں کوئی شہر بھی خالص امراء کا شہر نہیں ہوتا۔ یورپ کے شہروں میں امراء بھی ہوتے ہیں۔ اور غرباء بھی ہوتے ہیں۔ اور دینی سلسلوں کے متعلق تو

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت

ہے۔ کہ اس میں غرباء کی ہی کثرت ہوتی ہے۔ بالخصوص اس کے ابتدائی ایام میں اور قادیان کی زیادتی اور بڑھوتی میں بھی غرباء کا ہی ہاتھ رہتا ہے۔ اور آئندہ بھی خواہ قادیان کتنا بڑھ جائے۔ اس کی آبادی زیادہ تر غرباء کی ہی ہوگی۔ مگر

قادیان میں زمین کی قیمتیں

اس طرح بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ کہ اب غرباء کے لئے قادیان میں بسنا سخت مشکل ہو گیا ہے۔ اگر تو یہ طبعی ترقی ہوتی۔ تب بھی ہمارا فرض تھا۔ کہ ہم اس کی اصلاح کی کوشش کرتے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ طبعی ترقی نہیں بلکہ بناوٹی ترقی ہے۔ اور زمین کی قیمتیں اتنی ہرگز نہیں بڑھنی چاہیئے تھیں۔ جتنی قیمتیں بڑھ گئی ہیں۔ تو ہمیں

زیادہ افسوس اور دکھ

ہوتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ قادیان کی ترقی کے راستہ میں وہ لوگ یقیناً حائل ہو رہے ہیں۔ جنہوں نے قادیان میں زمینوں کی خرید و فروخت کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ کہتے ہیں خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔ اسی طرح لوگ یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ نیک نمونہ دوسروں پر اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ پھر میں حیران ہوں کہ ہمارے نمونہ سے لوگوں نے کیوں فائدہ نہ اٹھایا۔

قادیان کے مالک ہم تھے

زمینیں ہمارے قبضہ میں تھیں۔ اگر ہم بھی اسی طرح قیمتیں بڑھاتے چلے جاتے تو بہت کچھ فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ جیسا کہ بعض لوگ جن کے پاس ہمارے مقابلہ میں بیسواں حصہ بھی زمین نہیں۔ انہوں نے ہم سے دگنی دگنی قیمت اس بیسویں یا پچاسویں حصہ کو فروخت کر کے وصول کر لی ہے۔ دارالانوار کو ہی دیکھ لو۔ دارالانوار میں ہم نے آج سے دس سال پہلے دس روپیہ مرلہ زمین فروخت کی تھی۔ بعض نے کہا بھی کہ یہ قیمتیں کم ہیں۔ زیادہ قیمت رکھنی چاہیئے۔ مگر ہم نے کہا ہمارا منشاء یہ ہے۔ کہ قادیان بڑھے اور ترقی کرے۔ ہمیں ذاتی نفع کا خیال نہیں۔ پھر ایک یہ وجہ بھی قیمت کو زیادہ نہ کرنے کی تھی۔ کہ ہم نے سمجھا۔ کسی وقت ہماری یہ زمین دو آنے مرلہ کی بھی نہیں تھی۔ اب اگر ہمیں دس روپیہ مرلہ کے ملتے ہیں۔ تو ہمیں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ نہ یہ کہ قیمت کو اور زیادہ بڑھا دینا چاہیئے۔ مگر

میں دیکھتا ہوں

اب وہی زمین لوگ سو سو ڈیڑھ ڈیڑھ سو بلکہ دو دو سو روپیہ مرلہ پر بیچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض تو اس سے بھی زیادہ روپیہ مانگتے ہیں۔ بعض ایسی زمینیں جو ہم نے چار پانچ روپیہ مرلہ پر فروخت کی تھیں اس وقت لوگ ان کا ہزار ہزار روپیہ مرلہ مانگ رہے ہیں۔ آخر

لوگوں کو سوچنا چاہیئے

کہ جماعت کے دوست اتنا روپیہ کہاں سے لائیں۔

یوم مصلح موعود ۲۰ فروری ۱۹۴۷ء بروز جمعرات مقرر ہے احباب کرام مطلع رہیں (ناظر دعوت و تبلیغ)

باہر بڑے بڑے شہروں میں تو کارخانے ہوتے ہیں۔ گورنمنٹ کے دفاتر ہوتے ہیں۔ بڑی بڑی تجارت کی منڈیاں ہوتی ہیں اور لوگ حرام کی کمائی کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے لاکھ دولاکھ زمین یا مکان پر خرچ کر دیا۔ تو کوئی بڑی بات نہیں۔ مگر قادیان کا یہ حال نہیں۔ قادیان میں آنے والے

زیادہ تر غرباء میں

اور وہ ان قیمتوں کے ہرگز متحمل نہیں ہوسکتے مجھے اس حالت کو دیکھ کر بعض دفعہ خیال آتا ہے۔ کہ اگر شروع سے ہم یہ قاعدہ مقرر کر دیتے کہ کوئی زمین تجارتی اغراض کے لئے فروخت نہ ہو۔ تا ناجائز نفع کا دروازہ نہ کھلے۔ تو ممکن ہے یہ صورت حالات پیدا نہ ہوتی۔ ہم نے سمجھا کہ قادیان کی ترقی ہو رہی ہے۔ حالانکہ جو لوگ خریدار تھے ان میں سے بعض تاجر تھے۔ اور انہوں نے ناجائز طور پر قیمتیں بڑھا دیں۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ

خود ہماری زمینیں

اتنی کم رہ گئی ہیں۔ کہ ہم اس تجارت پر کوئی خاص اثر نہیں ڈال سکتے۔ اگر ہماری زمینوں کی نسبت زیادہ ہوتی۔ تو ہوسکتا تھا کہ دبا کر رکھی جاسکتیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جہاں تک

قدرتی ترقی

ہے۔ اس پر کسی کا اختیار نہیں۔ جیسے میں نے بتایا ہے۔ کہ کسی زمانے میں ہماری زمین کی دو آنے مرلہ بھی قیمت نہیں تھی۔ اور پھر وہی زمین ہم نے دس روپے مرلہ پر بیچی۔ مگر یہ معقول قیمت تھی۔ اور یہ قیمت میں ترقی ساٹھ اسی سال میں جاکر ہوئی۔ بلکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اس وقت بعض لوگ کہتے تھے کہ زمین سستی دی جا رہی ہے۔ مگر اب جس رنگ میں لوگوں نے قیمتیں بڑھا دی ہیں۔ ان کو عام ذرائع سے ہم قابو میں نہیں لا سکتے۔

دوسری بات

یہ ہے کہ صرف شہر کا بسنا کوئی چیز نہیں بلکہ شہر ایسے طور پر بسنا چاہیئے جس سے لوگوں کی صحتیں قائم رہیں۔ اور وہ بیماریوں کا شکار نہ ہوں۔ اسی طرح سڑکوں اور گلیوں کے لئے کافی جگہ ہونی چاہیئے۔ تاکہ جو مکانات بنیں۔ وہ صحت افزا ہوں اور لوگوں کو بیماریوں میں مبتلا کرنے والے نہ ہوں۔ میں نے آج سے کئی سال پہلے

اس بارہ میں اعلان

بھی کیا تھا۔ مگر میرے اس اعلان کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ میں نے آج سے نو سال پہلے یہ اعلان کیا تھا کہ

"آئندہ محلوں کی اندرونی گلیاں بیس فٹ سے کم نہ ہوں۔ محلہ کے ارد گرد سے گزرنے والی سڑک ساٹھ فٹ اور درمیان سے گزرنے والی پچاس فٹ سے کم نہ ہو۔ جب مکان بنانے کے لئے کوئی زمین خریدی جائے۔ تو امور عامہ خیال رکھے کہ سڑکوں اور گلیوں کے لئے مقررہ فراخی کے مطابق زمین چھوڑی جائے۔" (فرمودہ ۲ر جنوری ۱۹۳۸ء منقول از الفضل ۴ جنوری ۳۸ء)

میں سمجھتا ہوں اگر اس اعلان کے مطابق پچاس فٹ کی اندرونی اور ساٹھ فٹ کی بیرونی سڑک رکھی جائے۔ اور ۲۰-۲۵ یا ۳۰ فٹ کی گلی رکھی جائے۔ تب لوگوں کی صحتیں درست رہ سکتی ہیں۔ ورنہ نہیں کیونکہ جتنا بڑا شہر بنتا جائے۔ اتنے ہی سانس بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اور بیماریوں میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جب موٹر گاڑیاں نہیں ہوتی تھیں۔ دس فٹ کی گلی چھوڑنے کا حکم تھا۔ اس سے قیاس کر لو کہ جہاں گھوڑوں اور گدھوں وغیرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے دس فٹ گلی رکھنے کا حکم دیا گیا تھا۔ وہاں

آج کل کے زمانہ میں

جبکہ موٹریں کثرت سے چلتی ہیں یقیناً تیس فٹ کی گلی ہونی چاہیئے۔ اور سڑک تو پچاس ساٹھ بلکہ ستر فٹ کی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ یہ زمانہ گھوڑوں اور گدھوں کا نہیں بلکہ موٹروں اور تانگوں اور گڈوں کا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض دفعہ سامان سے لدا ہوا گڈا اگر سڑک پر سے گزرنے لگے تو ۱۲، ۱۳ فٹ جگہ گھیر لیتا ہے۔ اگر دو گڈے آمنے سامنے آجائیں تو ان کے گزارنے کے لئے ۲۴-۲۵ فٹ جگہ چاہیئے اور اگر ایک دو فٹ راستہ ان دونوں کے درمیان چھوڑ دیا جائے۔ تو تیس فٹ جگہ ہونی چاہیئے۔ پھر ان کے ارد گرد پیدل چلنے والوں کے لئے بھی پچیس تیس فٹ جگہ چاہیئے۔ مگر افسوس ہے کہ

زمینیں بیچنے والوں نے

اس طرف توجہ ہی نہیں کی۔ نتیجہ یہ ہوا ہے کہ لوگوں نے ایسے ایسے ٹکڑے خرید لئے ہیں جن میں گلیوں اور سڑکوں کے لئے راستے ہی نہیں۔ اس سے لوگوں کی صحتیں بھی خراب ہونگی۔ شہر کی خوبصورتی کو بھی نقصان پہونچیگا۔ اور آنے والے لوگوں پر بھی برا اثر پڑے گا۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ سنایا ہے کہ ایک دفعہ امریکہ سے

ڈاکٹر زویمر

آئے۔ اور وہ قادیان کو دیکھنے کے لئے بھی آگئے۔ ڈاکٹر زویمر پادریوں میں سے اسلامی ممالک میں عیسائیت کی تبلیغ کرنے والوں کے سردار اور لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ان کو قادیان دکھاتے پھرے۔ میری طبیعت ان دنوں خراب تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مجھے کہلا بھیجا کہ ڈاکٹر زویمر آپ سے ملنا چاہتے ہیں چنانچہ بعد میں انہوں نے مجھ سے مل بھی لیا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے سنایا کہ جب میں انہیں قادیان دکھا رہا تھا۔ تو یہاں کا کیچڑ اور گند دیکھ کر وہ مسکرائے اور پھر ہنس کر کہنے لگے۔ آج ہم نے یہ بھی دیکھ لیا۔ کہ

نئے مسیح کا شہر

کیسا صاف ہے۔ آخر وہ اسلام کا دشمن تھا۔ اور اس نے اعتراض ہی کرنا تھا چنانچہ اس نے اعتراض کر دیا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم کی طبیعت تیز بھی تھی۔ اور حاضر جواب بھی۔ وہ ان کی بات سنکر کہنے لگے۔ ابھی تک

پہلے مسیح کی حکومت

ہے۔ اس لئے یہ پہلے مسیح کی حکومت کا نمونہ ہے۔ جب ہمارے پاس حکومت آئی تب ہم بتائینگے کہ صفائی کس طرح رکھی جاتی ہے۔ انہوں نے جواب تو دے دیا مگر اس چوٹ میں

ہمارے لئے ایک سبق

تھا۔ یہ امر یاد رکھو کہ زندہ قوم وہ ہوتی ہے۔ جس میں فردی فائدہ کے احساس سے قومی فائدہ کا احساس زیادہ ہوتا ہے۔ جب افراد میں انفرادیت کی روح ترقی کر جائے۔ تو جماعتی لحاظ سے وہ نہیں بڑھتی یہودیوں کی طرح اس میں بڑے بڑے تاجر ہونگے۔ مگر وہ بڑے کام نہیں کرسکیں گی لیکن جب انفرادیت کی بجائے

اجتماعیت کی روح

افراد میں پیدا ہو جائے۔ اور وہ یہ سمجھنے لگیں۔ کہ جماعت کی نیک نامی یا ملک کا فائدہ یا قوم کی ترقی مقدم ہے۔ اور ہمارا فائدہ پیچھے ہے۔ تب وہ قومی طور پر ترقی کرتے ہیں۔ ہماری جماعت کے افراد کو بھی اپنے اندر انفرادیت کی بجائے اجتماعیت کی روح پیدا کرنی چاہیئے۔ اور انہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالے نے انہیں

کتنی برکت دی

ہے۔ کہ ان کے لئے مال کمانے کے جائز ذرائع اس نے پیدا کر دیئے ہیں۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ اس فضل کا احساس کریں۔ اگر وہ لوٹ مار شروع کر دیں۔ تو یہ کتنی خطرناک بات ہوگی۔ بہرحال چونکہ قادیان میں

اراضیات کی خرید و فروخت

کا کام کرنے والوں کی وجہ سے دقتیں دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اس لئے میں ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں۔ اور امور عامہ کو اس بات کا ذمہ وار قرار دیتا ہوں۔ کہ وہ اس اعلان کی تعمیل کرائے اور جو شخص تعمیل نہ کرے۔ اس کا

جماعتی طور پر مقاطعہ

کیا جائے۔ اور اعلان کر دیا جائے۔ کہ اس سے نہ کوئی زمین خریدی جائے۔ اور نہ کسی اور قسم کا لین دین اس سے رکھا جائے وہ اعلان یہ ہے کہ میری اوپر کی تصریحات کے بعد جس پر اب نو سال گزر رہے ہیں۔ اگر کوئی زمین بھی ایسی فروخت ہوئی ہے جس میں سڑکوں اور گلیوں کے متعلق میری بیان کردہ ہدایات کو مدنظر نہیں رکھا گیا

تو وہ سودے سب کے سب منسوخ کر دیئے جائیں۔ اور خریدار کو اختیار دیا جائے۔ کہ یا تو وہ اپنی زمین میں سے سڑکوں اور گلیوں کے لئے اتنی جگہ نکالے جتنی جگہ کا میں نے اعلان کیا تھا۔ ورنہ سلسلہ کی طرف سے مالک کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ یا راستہ مقررہ قاعدہ کے مطابق چھوڑے یا خریدار کو روپیہ واپس دے دے۔ اور زمین لے لے۔ میں چونکہ

مالک کا بھی نقصان نہیں چاہتا

اس لئے اس کے حالات کا بھی میں نے لحاظ کر لیا ہے۔ مثلاً ممکن ہے۔ اس نے زمین اسی اثر کے نیچے بیچی ہو۔ کہ سڑکوں وغیرہ کو نکال کر جو زمین بچتی ہے۔ میں صرف اس کی قیمت وصول کر رہا ہوں۔ نہ کہ ساری زمین کی۔ مثلاً وہ ہزار روپیہ پر ایک ٹکڑا بیچتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ درحقیقت اس کی پندرہ سو روپیہ قیمت ہونی چاہیئے۔ مگر ہزار روپیہ پر میں اس لئے فروخت کرتا ہوں۔ کہ اسے گلیوں اور سڑک وغیرہ کے لئے بھی رستہ دینا پڑیگا۔ اگر کسی شخص نے اس رنگ میں کم قیمت وصول کی ہو۔ تو اوپر کے قاعدہ سے اس کے حق کی بھی

حفاظت ہو جائے گی

جس طرح ہم یہ پسند نہیں کرتے۔ کہ خریدار کو کوئی نقصان پہنچے۔ اسی طرح ہم یہ بھی نہیں چاہتے۔ کہ مالک کو کوئی نقصان پہنچے۔ پس میں اس خطبہ کے ذریعہ تمام دوستوں میں

یہ اعلان کر دیتا ہوں

کہ وہ تمام لوگ جنہوں نے گذشتہ ۹ سال کے عرصہ میں کوئی زمین فروخت کی ہے۔ وہ فوراً امور عامہ میں اپنے اپنے نام نوٹ کرا دیں۔ اور فروخت کردہ زمین کی تفصیل لکھ دیں۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے۔ تو ان کے متعلق سمجھا جائیگا۔ کہ وہ جماعت کے باغی ہیں۔ اور ان سے تعلقات منقطع کر لئے جائیں گے۔ اس فہرست کے بن جانے پر ہر خریدار کو اختیار دیا جائیگا کہ یا تو وہ سودا تسلیم کرے۔ اور گلیوں اور سڑکوں کے لئے خود ہی زمین دے دے۔ اور اگر وہ اس پر راضی نہ ہو۔ تو فروخت کنندہ کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ وہ راستے حسب قواعد بنا کر دے۔ یا پھر

سودے کو منسوخ کر کے

خریدار کو اس کا روپیہ واپس کرے۔ میرا اعلان یہ تھا کہ محلہ کی اندرونی گلیاں بیس فٹ سے کم نہیں ہونی چاہئیں۔ محلہ کے ارد گرد سے گذرنے والی سڑک ساٹھ فٹ کی ہونی چاہیئے۔ اور درمیان سے گزرنے والی سڑک

پچاس فٹ سے کم

نہیں ہونی چاہیئے۔ یہ اعلان ہے۔ جس کے مطابق گلیوں اور سڑکوں کے لئے بہر حال زمین لی جائے گی۔ اگر خریدار خود بخود دیدے تو بات ختم ہو جائے گی۔ اور اگر خریدار یہ سمجھے کہ اس صورت میں سودا مہنگا ہے۔ اور جس قدر زمین باقی رہتی ہے۔ اسکی مجھ سے زیادہ قیمت وصول کی گئی ہے۔ تو ہم مالک کو مجبور کریں گے۔ کہ وہ راستے چھوڑے یا روپیہ واپس کر دے۔ اور زمین حسب سابق اپنے قبضہ میں لے لے۔ اور رستے چھوڑ کر دوبارہ جس کے پاس چاہے فروخت کر دے۔ بہر حال

دونوں فریق کو کامل اختیار

حاصل ہوگا۔ اگر خریدار یہ سمجھے گا۔ کہ رستے نکال کر بھی جو زمین بچتی ہے۔ وہ میری ادا کردہ قیمت پر مہنگی نہیں۔ تو وہ خود بخود رستے دیدیگا۔ اور اگر وہ اس سودے کو مہنگا سمجھیگا تو مالک اسے قیمت واپس کر دے گا۔ اور پھر مالک کو اختیار ہوگا۔ کہ وہ حسب قانون رستے چھوڑ کر کسی اور کے پاس زمین فروخت کر دے یہ تو گزشتہ فروخت شدہ زمینوں کے متعلق میرا اعلان ہے۔

آئندہ کے متعلق

میں سمجھتا ہوں۔ بعض کام ایسے ہوتے ہیں۔ جو شہری کمیٹیوں کے سپرد ہوتے ہیں۔ اور یہ کام بھی درحقیقت میونسپل کمیٹی کا ہی ہے۔ کہ وہ سڑکوں اور گلیوں کا خیال رکھے۔ اور آبادی کو ایسے رنگ میں بڑھنے نہ دے۔ جو حفظان صحت کے اصول کے خلاف ہو۔ اور شہر کی بدصورتی کا موجب ہو۔ اگر میونسپل کمیٹی اس کام کو نہ کر سکے۔ تو یہ کام

امور عامہ کے سپرد

کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال یہاں کی میونسپل کمیٹی کے وہ ممبر جو ہماری جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ میں انہیں

ہدایت کرتا ہوں

کہ وہ فوراً ایک افسر مقرر کریں۔ جس کا یہ کام ہو کہ وہ قادیان کی موجودہ آبادی سے آدھ آدھ میل کے فاصلہ تک چاروں طرف جس قدر زمین ہے۔ اس کا ایک نقشہ تیار کرے۔ جس میں یہ تمام باتیں دکھائی جائیں کہ فلاں فلاں جگہ سڑکیں ہونگی۔ فلاں فلاں جگہ گلیاں ہوں گی۔ اور فلاں فلاں قطعات زمین ہیں۔ جن میں رہائشی مکانات بنائے جا سکتے ہیں۔ اور فلاں فلاں جگہ منڈی اور بازار بنیں گے تا کہ اس کے بعد جو مکان بھی تعمیر ہو۔ اس

نقشہ کے مطابق ہو

اور لوگوں کو معلوم ہو کہ سڑکوں اور گلیوں کے لئے اتنی زمین انہیں بہر حال چھوڑنی پڑے گی۔ بعد میں چونکہ جھگڑے پیش آتے ہیں اور لوگوں پر اپنی زمین کا کچھ حصہ چھوڑنا گراں گذرتا ہے۔ اس لئے پہلے سے ایسے نقشے تیار رکھنے چاہئیں۔ تا کہ بعد میں جھگڑے نہ ہوں۔ اور شہر کی داغ بیل ایسے رنگ میں پڑے۔ جو

خوبصورتی کا موجب

ہو۔ اور لوگوں کی صحتوں کو درست رکھنے والا ہو۔ میونسپل کمیٹی اگر اس کام کو آسانی سے نہ کر سکے۔ یا امور عامہ کا تعاون حاصل کرنا چاہے۔ تو امور عامہ کو اس بارہ میں میونسپل کمیٹی کی مدد کرنی چاہیئے۔ اور میونسپل کمیٹی کو ایسے رنگ میں کام کرنا چاہیئے۔ کہ جماعت کا تعاون کمیٹی کو حاصل رہے۔ اور کمیٹی کا تعاون جماعت کو حاصل رہے۔ ہاں اگر کمیٹی اس تجویز کے مطابق روپیہ خرچ نہیں کر سکتی۔ تو پھر

امور عامہ اپنے طور پر

ایسے نقشے جلد سے جلد تیار کرائے۔ اور پھر اعلان کر دیا جائے کہ کوئی خرید و فروخت ان نقشوں کے خلاف نہ ہو۔ پس میں افسران متعلقہ کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ قادیان کی موجودہ آبادی سے

آدھ آدھ میل

کے فاصلہ تک کے نقشے فوری طور پر تیار کئے جائیں۔ اور جماعت میں اعلان کر دیا جائے۔ کہ ان نقشوں میں جہاں سڑکیں دکھائی گئی ہیں۔ وہاں سڑکیں ہی بنیں گی۔ جہاں گلیاں دکھائی گئی ہیں۔ وہاں گلیاں ہی بنیں گی۔ یہ نہیں ہوگا کہ فروخت کرنے والا اپنی مرضی سے سڑک یا گلی کی زمین بھی خریدار کو دے دے۔ اور اس طرح قادیان کی آبادی بدصورتی کا موجب بن جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طریق سے جو ٹکڑے قابل فروخت قرار پائیں گے ان میں اگر مکانات بنائے گئے۔ تو وہ صحت افزا بھی ہوں گے۔ اور شہر کی خوبصورتی کا بھی موجب ہوں گے۔

یہ سوال کہ

زمین کی قیمتیں کس طرح کم

کی جائیں۔ اس کے متعلق میں نے بہت غور کیا ہے۔ اور بعض تجویزیں میں نے سوچی بھی ہیں۔ مگر سر دست میں انہیں بیان نہیں کرنا چاہتا۔ اس وقت میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میرا منشا ہے۔ آئندہ انفرادی خرید و فروخت کو کلیۃً روک دیا جائے۔ اور ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ جس کے واسطہ سے زمین بیچنے والے اپنی زمین بیچیں۔ اور خریدنے والے خریدیں۔ سڑکوں کا انتظام چونکہ میونسپل کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے۔ اس لئے سڑکوں کی درستی کے لئے ایک تجویز یہ بھی ہو سکتی ہے۔ کہ آئندہ

ایک ٹیکس

مقرر کر دیا جائے۔ جو ہر زمین فروخت کرنے والے سے وصول کیا جائے۔ مثلاً ہر زمین فروخت کرنے والا دس فی صدی قادیان کی ترقی اور صحت وغیرہ کی نگہداشت کے لئے دے۔ اس طرح سڑکوں کی درستی کا کام اس روپیہ سے کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس طرح کام کیا جائے۔ تو مالک اور خریدار دونوں کو کسی قسم کا نقصان نہیں ہو سکتا۔ دراصل

سڑکیں اور گلیاں وغیرہ چھوڑنا

شہر کی صفائی اور درستی اور خوشنمائی کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اگر ہر زمین فروخت کرنے والے سے دس فی صدی رقم لی جائے۔ تو آہستہ آہستہ ایک ایسا مضبوط فنڈ قائم ہو سکتا ہے۔ جس سے شہر کی درستی کے بہت کچھ کام لئے جا سکتے ہیں۔

غرض

زمینوں کی خرید و فروخت

کے لئے ایک کمیٹی کا بننا نہایت ضروری ہے۔ اب تو رقابت کے طور پر ہی ایک دوسرے کے مقابلہ میں قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں۔ اور غرباء کے لئے سخت مشکل پیش آ رہی ہے۔ کمیٹی بن گئی تو جو شخص زمین خریدنا چاہیگا۔ اس کی معرفت خریدے گا۔ اور جو شخص زمین بیچنا چاہے گا۔ اس کی معرفت بیچیگا۔ انفرادی خرید و فروخت کا سلسلہ

قطعی طور پر بند

کر دیا جائیگا۔ اس طرح قیمتوں کے سلسلے میں ایک معقول حد مقرر کر دی جائے گی۔ اور کہہ دیا جائے گا۔ کہ اس سے زیادہ قیمت وصول نہیں کرنی۔ اس ضمن میں ایک اور تجویز بھی میرے ذہن میں ہے۔ مگر اس پر ابھی میں نے پورے طور پر غور نہیں کیا۔ اور وہ تجویز یہ ہے۔ کہ جو شخص کوئی زمین خریدے اس پر یہ

شرط عائد کر دی جائے

کہ وہ بارہ مہینے کے اندر اندر اگر اس زمین کو فروخت کرے۔ تو دس فیصدی سے زیادہ نفع نہیں لے سکتا۔ دو سال کے بعد فروخت کرے۔ تو بیس فیصدی سے زیادہ نفع نہیں لے سکتا۔ اس طرح نفع کو ایک حد میں لایا جا سکتا ہے مگر ابھی میں اس کا اعلان نہیں کرتا۔ صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میرے ذہن میں ایسی تجاویز ہیں۔ جن سے آئندہ

ناجائز نفع اندوزی

کے سلسلہ کو کلی طور پر روک دیا جائے گا۔ اب تو یہ ہوتا ہے۔ کہ آج ایک شخص پانچ سو روپیہ میں ایک کنال زمین خریدتا ہے۔ تو چھ مہینے دو ہزار روپے پر بکنے لگ جاتا ہے۔ اور بعض نے تو یہ تجارت کا سلسلہ اس رنگ میں شروع کر رکھا ہے۔ کہ ایک شخص جس نے چار سو روپیہ میں ایک کنال زمین خریدی تھی۔ وہ دوسرے کے پاس جاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ قادیان میں زمینوں کی قیمتیں خوب بڑھ رہی ہیں۔ اس لئے زمین ضرور خرید لو جب وہ زمین خریدنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو کہتا ہے۔ چار سو روپیہ میں میں نے زمین خریدی تھی۔ تم پانچ سو روپیہ پر لے لو۔ وہ پانچسو روپیہ پر زمین خرید لیتا ہے۔ اور اسے سو روپیہ نفع ہو جاتا ہے۔ وہ چند دنوں کے بعد اس کے پاس جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ آپ نے پانچسو روپیہ میں زمین خریدی تھی اب

میرے فلاں رشتہ دار

کو اس کی ضرورت ہے۔ تم مجھ سے چھ سو لے لو اور زمین دے دو۔ جب اسے سو روپیہ نفع نظر آتا ہے۔ تو وہ چھ سو روپیہ میں اسے دے دیتا ہے۔ اس پر پھر وہ کسی اور کے پاس جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ قادیان میں زمین کی قیمتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ آپ جلدی کوئی زمین لے لیں۔ میرے فلاں رشتہ دار نے چھ سو روپیہ میں زمین لی تھی۔ آپ نو سو میں لے لیں۔ وہ نو سو میں خرید لیتا ہے۔ اور اسے

دو سو روپیہ نفع

ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اسی سے وہی زمین مثلاً ہزار میں خرید لیتا ہے۔ اور پھر بارہ تیرہ سو میں فروخت کر دیتا ہے۔ اسی طرح یکدم چار چار پانچ پانچ سو سے ہزار ہزار۔ دو دو ہزار تک زمین کی قیمتیں پہنچ جاتی ہیں۔ اور یہ سیڑھی بنانے میں یہ حکمت ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کو معلوم نہ ہو۔ کہ اس نے چار سو کی زمین چودہ پندرہ سو میں فروخت کی ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو یہ سب خرید و فروخت بناوٹی ہوتی ہے۔ خریدار بھی وہی ہوتا ہے۔ اور فروخت کنندہ بھی وہی ہوتا ہے۔ اور اس کی اس چال کو دیکھ کر لوگ اس گھبراہٹ میں کہ زمین کی قیمتیں تو بڑھ رہی ہیں ایسا نہ ہو۔ کہ بعد میں ہمیں اس قیمت پر بھی زمین نہ ملے۔ فوراً خریدنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اس طرح وہ آپ ہی آپ قیمتیں بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ اور لوگوں کو مشکلات میں مبتلا کر دیتے ہیں یہ چیز ہے جس کا

ازالہ ہونا ضروری ہے

اور اس کا ازالہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم نفع کی حد بندی کر دیں۔ اور کہہ دیں۔ کہ تم بیشک تجارت کرو۔ مگر تجارت کے اصول کو نظر انداز نہ کرو۔

تجارت کا اصول یہ ہے

کہ روپیہ پر آنہ دو آنہ نفع لے لیا جائے۔ یہ تو نہیں ہوتا۔ کہ روپیہ کی چیز کے پانچ روپے وصول کئے جائیں۔ اگر ایسا کیا جائے۔ تو یہ محض لوٹ ہوگی۔ اور غرباء کو کچل دینے والی بات ہوگی۔ پھر ان لوگوں کو جو زمینوں کی قیمتیں ناجائز حد تک بڑھا رہے ہیں۔ یہ بھی تو سوچنا چاہیئے۔ کہ آخر لوگ قادیان میں کیوں زمینیں خرید رہے ہیں۔ قادیان میں لوگوں کا زمینیں خریدنا محض اس لئے ہے۔ کہ وہ

قادیان میں ہجرت

کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اگر خدا کا حکم نہ ہوتا۔ کہ جماعت کے مخلصین قادیان میں ہجرت کر کے آئیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہ ہوتا۔ کہ قادیان کو بڑھاؤ۔ اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں قادیان کی وسعت اور اس کی ترقی کے متعلق نہ ہوتیں۔ تو لوگ دیوانہ وار ان سے بڑی بڑی قیمتوں پر زمینیں کیوں خریدتے۔ وہ زمینیں خریدتے ہیں۔ محض اس لئے

کہ خدا کا حکم پورا ہو

اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے پورا کرنے کے ثواب میں شریک ہوں۔ اس اخلاص اور ایمان کے ساتھ آنے والے لوگوں سے اس قدر قیمتیں وصول کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ بعض لوگ خدا تعالےٰ کی آیتوں کو بیچ کر کھاتے ہیں۔ ایسے تاجر بھی

خدا تعالےٰ کی آیات کو بیچ کر

کھانے والے ہیں۔ لوگ آتے ہیں۔ خدا کی بات پوری کرنے کے لئے۔ ان کا اخلاص اور ان کا ایمان تقاضا کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا حکم پورا ہو۔ مگر تاجر ان کے اخلاص سے اس رنگ میں ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کہ وہ ان سے زیادہ سے زیادہ روپیہ وصول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ طریق جو

نہایت ہی خطرناک

ہے۔ بہرحال جلد سے جلد ختم ہونا چاہیئے مگر اس کے متعلق ابھی پوری سکیم میرے ذہن میں نہیں بعد میں اس بارہ میں مفصل اعلان کر دیا جائے گا۔ سر دست

میں صرف اس قدر اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ زمینوں کے جتنے سودے میرے ۳۸ء کے اعلان کے بعد ہوئے ہیں اور جن میں میری مقرر کردہ شرائط کو جو میں نے گلیوں اور سڑکوں کے متعلق بیان کی تھیں ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ وہ تمام کے تمام سودے

شرطیہ طور پر منسوخ

کر دیئے جائیں۔ اگر مالک گلیوں اور سڑکوں کے لئے زمین دے دیں۔ اور سمجھیں۔ کہ سڑکوں اور گلیوں کے لئے زمین دینے کے بعد بھی جو حصہ ان کے پاس رہتا ہے۔ وہ ان کی ادا کردہ قیمت کے مقابلہ میں مہنگا نہیں۔ تو ان کا سودا قائم رہے گا۔ اور اگر وہ سمجھیں گے۔ کہ اس قدر زمین چھوڑنے کے بعد جو زمین ہمارے پاس رہتی ہے۔ وہ کم ہے۔ اور روپیہ ہم سے زیادہ لے لیا گیا ہے۔ تو مالک کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ وہ انہیں قیمت واپس دے دے۔ اور پھر خود رستے وغیرہ چھوڑ کر کسی دوسرے کے پاس زمین فروخت کر دے ہمیں اس طریق میں

دونوں کا فائدہ

مد نظر رہے گا۔ اگر مالک یہ سمجھے گا۔ کہ جو زمین میرے پاس باقی رہے گی۔ وہ بھی میری ادا کردہ قیمت کے مقابلہ میں سستی ہے۔ اور رستے خود بخود چھوڑ دے گا۔ تو زمین اس کے پاس رہے گی۔ ورنہ اسے قیمت واپس دلا دی جائے گی۔ اور مالک کو اختیار دیا جائے گا۔ کہ وہ رستے چھوڑ دینے کے بعد بھی اس زمین کو مناسب قیمت پر کسی دوسرے کے پاس فروخت کر دے۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ قادیان کی آئندہ وسعت کے متعلق ایک نقشہ جلد سے جلد تیار کیا جائے فی الحال

محلہ کی آخری عمارت

سے آدھ آدھ میل تک چاروں گوشوں کی زمین لے لی جائے۔ یا اگر مناسب سمجھا جائے۔ تو میونسپل حدود کو لے لیا جائے۔ مگر وہ چھوٹی ہیں۔ ایسی نہیں جن سے قادیان کی آئندہ ترقی کا اندازہ لگایا جا سکے۔ اگر ان حدود کو لیا گیا۔ تو قادیان کی آبادی کو ہم صحیح طور پر منظم نہیں کر سکتے میرے نزدیک مناسب یہی ہے۔ کہ ہر محلہ کی آخری عمارت سے نصف نصف میل تک کے دائرہ کا ایک نقشہ تیار

گلیاں جائیں گی جس جگہ بتایا جائے کہ فلاں فلاں جگہ سڑکیں ہونگی۔ فلاں فلاں جگہ گلیاں ہونگی اور پھر

اعلان کر دیا جائے

کہ جو شخص ان حصوں میں کوئی مکان بنائے وہ سڑکیں اور گلیاں چھوڑ کر مکان بنائے۔ سڑکوں وغیرہ کی درستی کے متعلق میں بتا چکا ہوں کہ اگر میونسپل کمیٹی یہ بار برداشت نہ کر سکے تو پھر امور عامہ کے ساتھ وہ سمجھوتہ کرے۔ اس کے بعد یہ قاعدہ بنا دیا جائے گا کہ

ہر زمین فروخت کرنے والا

دس فیصدی سڑکوں وغیرہ کی درستی کے لئے دے۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ شرح بڑھائی بھی جا سکتی ہے۔ لیکن اسے گھٹایا نہیں جا سکتا۔ یہ فنڈ جب مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا۔ تو اس روپیہ سے سڑکوں کو پختہ بنانے یا گلیوں وغیرہ کو درست کرنے کا کام لیا جا سکتا ہے۔ اور یہ کام ایسا ہے جو لوگوں کی

صحتوں کو درست رکھنے کیلئے

نہایت ضروری ہے۔ ہم نے دارالانوار بنایا تو لوگوں کو زمینیں بھی سستی مل گئیں۔ اور پھر اس وجہ سے کہ اس محلہ کی سڑکیں بہت چوڑی ہیں میں نے دیکھا ہے جتنی سڑک دارالانوار کی چلتی ہے اتنی سڑک کوئی اور نہیں چلتی۔ سب لوگ سیر کے لئے ادھر ہی جاتے ہیں۔ شروع میں تو دارالرحمت اور دارالفضل وغیرہ کے لوگ بھی اسی طرف سیر کرنے کے لئے آتے تھے۔ کیونکہ چوڑی سڑکیں ہیں۔ اور دیکھنے والے پر اس کا نہایت خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ خالی شہر کا بڑھنا کوئی چیز نہیں۔ شہر کا

خوبصورت اور صحت افزا

ہونا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے۔ اور اس کا انسانی دماغ اور اس کی قوتوں پر خاص اثر پڑتا ہے۔ ورنہ اگر قادیان کی آبادی بڑھ جائے۔ اور بوجہ آبادی کے گنجان ہو جانے۔ اور مکانات کے تنگ و تاریک ہونے کے لوگوں کی صحتیں بگڑ جائیں۔ اور وہ بیمار اور کمزور رہنے لگ جائیں تو ایسی آبادی کا کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جیسے آجکل بھی بوجہ اس کے کہ قادیان کی

آبادی بڑھ گئی ہے

کئی قسم کے امراض

لوگوں میں پیدا ہونے لگ گئے ہیں۔ مثلاً ٹائیفائیڈ قادیان میں بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ اور ہر سال بیسیوں لوگ اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایک مومن کی جان بھی بڑی قیمتی چیز ہوتی ہے۔ کجا یہ کہ ہر سال بیسیوں جانوں کو نقصان پہنچے۔ اور اس کے تدارک کا کوئی فکر نہ کیا جائے۔ اس طرح سل اور دق کا مرض بھی قادیان میں پایا جاتا ہے۔ یہ بیماریاں اسی وجہ سے ہیں کہ مکانات کشادہ نہیں۔ آبادی بڑھ گئی ہے اور جراثیم کمزور لوگوں پر غلبہ پا لیتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب بھی کسی مرض کے نتیجہ میں انسانی جسم میں ضعف واقع ہو جائے

سل اور دق کے جراثیم

اس میں اپنا گھر بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ پس یہ سکیم سارے شہر کے فائدے کے لئے ہے۔ قطع نظر اس سے کہ یہ میرا حکم ہے ہر احمدی اگر اپنی عقل سے کام لے گا۔ اور وہ اس کے فوائد کو سوچے گا تو اسے نظر آئے گا کہ یہ سکیم گاہک کے فائدے کیلئے بھی ہے بیچنے والے کے فائدہ کیلئے بھی ہے اور باقی لوگوں کے فائدہ کیلئے بھی ہے۔ اور اگر قادیان کے تمام لوگ غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچیں تو انہیں

یاد رکھنا چاہیئے

کہ ان کا مشترکہ دباؤ ایسے لوگوں کی اصلاح کا بہت بڑا ذریعہ بن سکتا ہے۔ دنیا میں نفع اس بات کا نام نہیں ہوتا کہ ایک کنال میں سے سارا نفع حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ درحقیقت دنیا میں

دو قسم کے تاجر

ہوتے ہیں۔ ایک بیوقوف تاجر ہوتا ہے جو سمجھتا ہے کہ میرے پاس دس من گندم ہے میں اس دس من گندم سے جسقدر نفع حاصل کرنا چاہتا ہوں حاصل کر لوں۔ اور ایک ہوشیار تاجر ہوتا ہے جو نفع کم رکھتا ہے اور اس کی بکری بڑھ جاتی ہے۔ اسی طرح ایک تاجر کی اگر دس کنال زمین فروخت ہوتی ہے تو دوسرے کی سو کنال زمین فروخت ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح اسے وہی نفع مل جاتا ہے جو دس کنال والا حاصل کرتا ہے مگر انصاف سے اور

جائز اور حلال کمائی

کی صورت میں۔ پس ایک ایک کنال زمین کی قیمت بے تحاشا بڑھاتے چلے جانا بیوقوفی کی بات ہے۔ اس کے نتیجہ میں غرباء کے لئے مشکل پیش آئے گی۔ اور وہ قادیان کی ترقی میں حصہ لینے سے محروم رہ جائیں گے۔ میرے نزدیک یہ بھی ہو جانا چاہیئے کہ ایک علاقہ ایسا مقرر ہو جائے۔ جس میں

غرباء کو چھوٹی چھوٹی عمارتیں

بنانے کی اجازت دیدی جائے۔ جیسا کہ بڑے شہروں میں بالعموم دستور ہوتا ہے اور وہاں قیمتوں کو زیادہ کنٹرول میں رکھا جائے اس علاقہ میں پانچ پانچ مرلے یا آٹھ آٹھ دس دس مرلہ میں مکان بنانے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے متعلق سلسلہ کی طرف سے کوئی کمیٹی بنا دی جائے اور امراء سے روپیہ لے کر ایسا ٹکڑہ خرید لیا جائے۔ پھر سستی قیمت پر لوگوں میں فروخت کیا جائے۔ تاکہ غرباء کو مکانات بنانے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو کیونکہ

غرباء ہی ہیں

جن کی شہروں میں اکثریت ہوتی ہے اب تو یہ حال ہے کہ ایک غریب شخص چار پانچ ہزار روپیہ میں جو اس کی عمر بھر کا اندوختہ ہوتا ہے ایک کنال زمین خرید لیتا ہے۔ اور پھر اس میں سے دو دو تین تین مرلے بڑی قیمت پر بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ شہر کی ظاہری حالت نہایت گندی ہو جاتی ہے۔ پس یہ ایک ایسی تجویز ہے جس میں

قادیان کے ہر باشندے کا فائدہ

مضمر ہے۔ اور میرے نزدیک قادیان کے تمام باشندوں کا فرض ہے کہ وہ اس بارہ میں اشتراک عمل کا ثبوت دیں۔ کیونکہ اس میں نہ صرف ہر شخص کا ذاتی فائدہ مضمر ہے۔ بلکہ اس کے رشتہ داروں اور دوستوں اور باقی تمام جماعت کا بھی اس سکیم کے ماتحت چلنے میں فائدہ ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو قادیان کی آبادی بڑھنی بند ہو جائے گی۔ اور صرف مالدار ہی زمینیں خرید سکیں گے۔ مگر یہ بھی تو سوچو کہ

ہماری جماعت میں مالدار

ہیں کتنے۔ دو یا پھر اعلیٰ مخلص ایسی زمینیں خریدیں گے اور وہ کنگال ہو کر بیٹھ جائیں گے اور جماعت کو ان کا بار اٹھانا پڑے گا۔ مثلاً فرض کرو ایک شخص کے پاس تین چار ہزار روپیہ کی پونجی ہے۔ وہ تین ہزار میں زمین خرید لیتا ہے اور ایک ہزار میں کچا سا کوٹھا بنا لیتا ہے تو اس کے بعد وہ کیا کرے گا۔ وہ اپنے مکان میں بیٹھ تو جائے گا۔ مگر اسے نظر نہیں آئیگا کہ وہ اب کیا کرے۔ اس نے اپنے اخلاص میں قادیان آنا قبول کر لیا۔ مگر تاجر پیشہ لوگوں نے اس پر یہ ظلم کیا کہ انہوں نے اس کی اور اس کے خاندان کے کمانے کی طاقت کو سلب کر لیا۔ اور اسے ایسا غریب اور کنگال کر دیا کہ وہ آئندہ ترقی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔ یہ کتنا بڑا گناہ ہے جس کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ پس یہ ایک

نہایت ہی نازک معاملہ

ہے۔ اور امور عامہ کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد اس حکم کی تعمیل کر کے اگلے ہفتہ تک میرے پاس رپورٹ کرے۔ تمام محلہ جات میں بورڈوں پر اس کے متعلق اعلان کر دیا جائے۔ جیسا کہ میں نے اعلان کر دیا ہے کہ

ایک ہفتہ کے اندر اندر

وہ لوگ جنہوں نے ۹ سال کے اندر اندر کوئی زمین فروخت کی ہو یا خریدی ہو وہ اپنے نام امور عامہ میں نوٹ کرا دیں۔ اور بتائیں کہ انہوں نے اپنی زمینوں میں رستوں کو مدنظر رکھا ہے یا نہیں۔ اگر میرے حکم کے مطابق رستے رکھے گئے ہیں تب تو خیر ورنہ قادیان کی موجودہ آبادی سے نصف نصف میل پرے کے تمام سودے منسوخ کر دیئے جائیں۔ گاہک چاہے تو سودا منظور کرلے اور رستہ دیدے اور اگر وہ پسند نہ کرے تو اسے مالک زمین سے قیمت واپس دلائی جائے اور مالک کو اختیار دیا جائے کہ وہ دوبارہ رستہ بنا کر جس کے پاس چاہے زمین فروخت کر دے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں جس رنگ میں ہم انتظام قائم کرنا چاہتے ہیں اس کو مدنظر رکھتے ہوئے مالکوں کی یہ بیوقوفی ہوگی اگر وہ یہ سمجھیں گے کہ وہ بعد میں اپنی زمینوں سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں گے۔ کیونکہ ہم اب ایسے قانون بنانے والے ہیں جن سے نفع ایک حد کے اندر رہے۔ ہم اب بھی قادیان کی زمینوں کے مالک ہیں۔ اور سب سے بڑا حملہ اس قانون کا خود میری ذات پر پڑتا ہے۔ پس میں کسی کی بدخواہی کے لئے ایسا نہیں کہہ رہا کیونکہ اس کا

سب سے زیادہ نقصان

خود مجھ کو ہے۔ ہم یہاں کے بڑے زمیندار ہیں۔ اور ہماری اور دیگر بہت سی زمینیں ہیں جو بھی حد بندی ہوتی۔ اس کا لازماً ہم پر دوسروں سے زیادہ اثر پڑے گا۔ مگر ہمیں کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں۔ کیونکہ

خدا کے منشاء کا پورا ہونا

ہماری جیبوں کے پُر ہونے سے زیادہ بہتر ہے۔ خدا قادیان کو بڑھانا چاہتا ہے اور یقیناً جو شخص قادیان کی آبادی کی خاطر کسی قسم کی قربانی سے کام لے گا۔ اللہ تعالےٰ اسے ضائع نہیں کرے گا میرے ساتھ اس کا یہی سلوک چلا آرہا ہے۔ چنانچہ بغیر کسی انسان کی مدد کے اس نے ہمیشہ

غیب سے ایسے سامان

کئے کہ خود بخود میری جائداد بڑھتی چلی گئی اور اس بارہ میں نہ میں نے سلسلے سے مدد لی اور نہ کسی اور فرد سے ہمیشہ خدا نے میرے لئے غیرت دکھائی اور وہ اپنے فضل سے میری جائداد کی ترقی کے سامان کرتا رہا اور لوگ اپنی زمینیں خود بخود میرے پاس بیچتے چلے گئے۔ چنانچہ سندھ میں ایسی مشکلات پیش آئیں کہ وہ لوگ جن کی زمینیں تھیں۔ ان میں سے بعض نے منتیں کرنی شروع کر دیں کہ یہ زمینیں ہم سے لے لی جائیں۔ اور بعض کا ارادہ زمین خریدنے کے بعد بدل گیا اور انہوں نے دوسری جگہ پر جائداد بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ جب میں نے وہ زمینیں لے لیں۔ تو یکدم

زمین کی قیمت

بڑھ گئی اور غلہ کی قیمت بھی زیادہ ہو گئی اس طرح جس چیز کو میں قربانی سمجھ رہا تھا خدا نے بتایا کہ درحقیقت یہ اس کی ایک تدبیر تھی۔ جس سے مجھے فائدہ پہنچانا مقصود تھا۔ غرض اللہ تعالےٰ کے لئے جو شخص قربانی کرتا ہے۔ وہ کبھی ضائع نہیں جاتا پس میں

مالکوں کو بھی نصیحت

کرتا ہوں کہ وہ اس حماقت کے ارتکاب کو ترک کر دیں۔ جس میں وہ مبتلا چلے آرہے ہیں۔ ان کے ایسے خیالات اللہ تعالےٰ پر ایمان کی کمی کا نتیجہ ہیں۔ ورنہ اگر وہ خدا کے لئے اس طریق کو اختیار کریں۔ جو قادیان کی ترقی اور اس کی وسعت میں ممد ہو اور جس سے

قادیان کی خوبصورتی

ترقی کرے تو یقیناً خدا ان کی جائیدادوں کو اور زیادہ وسیع کر دے گا۔ ابھی تو قادیان نے بیاس تک پہنچنا ہے۔ اور قادیان کے ادھر ادھر بھی پانچ پانچ چھ چھ میل تک لاکھوں ایکڑ کا سودا ہونے والا ہے۔ وہ کیوں یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم نے جو کچھ نفع کمانا ہے۔ پانچ دس کنال میں سے ہی کما لیں۔ پھر جب

قادیان دریائے بیاس تک

پھیل کر ایک بہت بڑا شہر بن گیا تو خرید و فروخت کا سلسلہ پھر بھی جاری رہے گا کیونکہ شہروں میں لوگ ہمیشہ مکان بناتے اور فروخت کرتے رہتے ہیں۔

دنیا کا کوئی شہر

ایسا نہیں جس میں یہ تجارت بند ہو گئی ہو۔ یہ تجارت ہمیشہ جاری رہتی ہے۔ یہاں تک کہ لندن اور نیو یارک جیسے شہروں میں بھی ایک شخص دوسرے سے مکان خریدتا اور پھر تیسرے کے پاس فروخت کر دیتا ہے۔ اور اس طرح عظیم الشان شہر بن جانے کے باوجود پھر بھی اربوں ارب روپیہ کی تجارت ہوتی رہتی ہے یہ صرف

تنگ خیالی اور کوتاہ نظری

ہوتی ہے کہ انسان اپنے قریب کی چیز کو دیکھتا ہے۔ اور دور کا نفع اسے نظر نہیں آتا۔ ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ ملاّ کے ہاتھ میں بٹیرا آجائے تو پھر وہ اسے چھوڑتا نہیں اور خیال کرتا ہے کہ پھر نہ معلوم کوئی بٹیر ہاتھ میں آئے یا نہ آئے یہی حال بعض کوتاہ خیال تاجروں کا ہے جو چند کنال زمین کی فروخت سے ہی سارا نفع حاصل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ تجارت ایک ایسی چیز ہے۔ جسے ہمیشہ جاری رکھا جا سکتا ہے۔ یہاں زمین بیچو آگے چل کر سستی خرید لو پھر وہ بیچو اور آگے خرید لو۔ مگر کوئی ایسا ذریعہ اختیار نہ کرو جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

پیشگوئی کے پورا ہونے میں روک

واقعہ ہو جائے۔ بیشک تمہیں عارضی نفع حاصل ہو جائے گا۔ مگر یاد رکھو خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے پورا ہونے میں روک بننے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کا عذاب تم پر نازل ہو گا لیکن اگر تم اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں ممد بنو گے۔ تو تمہاری تجارتوں کی کوئی حد بندی نہیں ہو گی۔ اور تمہارا نفع ہمیشہ ترقی کرتا چلا جائے گا